THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the November 2, 2023
(333rd Session)
Volume X, No.01
(Nos.01-12)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume X SP.X(01)/2023
No.01 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 1
3. Motion under Rule 263 moved by Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House for dispensation of Rules 3
4. Laying of the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 3
5. Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules 4
6. Resolution moved for extension of National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 (1 of 2023) 4
    - Senator Azam Nazeer Tarar 6
    - Senator Syed Ali Zafar 7
    - Senator Azam Nazeer Tarar 8
    - Senator Mohammad Ishaq Dar 9
    - Senator Kamran Murtaza 11
    - Senator Dilawar Khan 13
    - Senator Saadia Abbasi 13
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 15
    - Senator Dr. Muhammad Humayun Mohmand 17
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 19
    - Senator Mushahid Hussain Sayed 22
    - Senator Manzoor Ahmed 24

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, the November 02, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at Four O'clock in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

<u>Recitation from the Holy Quran</u>

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ
كَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسٰلٰتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ
أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾

ترجمہ: پیغمبر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کردیا ہے۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا۔ اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور اللہ ہی حساب کرنے والا کافی ہے۔

(سورۃ الاحزاب: آیات 38تا39)

<u>Panel of Presiding Officers</u>

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔

Mr. Chairman: In pursuance of sub Rule (1), of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in

the Senate, 2012, I nominate the following members, in order of precedence, to form a panel of Presiding Officers for the 333rd Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Kamran Murtaza.
2. Senator Manzoor Ahmad.
3. Senator Khalida Ateeb.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی کیا کہنا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بہت اہم کام ہے، میں جلدی کرلوں پھر آپ سے بات کر لیتے ہیں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد حزب اختلاف): مسئلہ تو صرف یہ ہے کہ اتنے short notice پر یہ سینیٹ کا اجلاس بلایا گیا ہے، hardly چند گھنٹے کے نوٹس پر، اور جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی بھی توہین ہے اور اس ایوان کے اراکین کی بھی توہین ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایجنڈا تو منٹوں پہلے لوگوں کے پاس پہنچا ہے تو ان حالات میں یہاں پر کیا کام ہو سکتا ہے؟ جناب، تیسری بات یہ ہے کہ میں سیدھا ایجنڈے پر آتا ہوں، یہ جو یک نکاتی ایجنڈا ہے۔

اس میں آپ Ordinance کے لئے extension مانگ رہے ہیں، میں آپ کی توجہ Rule 145(2) کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، جی ڈاکٹر صاحب، پتا ہے، بتائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! یہ rule بڑا clearly کہتا ہے، میں پڑھ دیتا ہوں۔

A member may move a Resolution for disapproval of an Ordinance or a Member or a Minister may move a Resolution for extension of an Ordinance under sub-paragraph (ii) of Paragraph (a) of Clause (2) of Article 89 of the Constitution after giving three working day's notice.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، مجھے تین دن پہلے 27 تاریخ کو نوٹس مل گیا تھا، چونکہ requisitioned session تھا، اس میں، میں یہ take up نہیں کر سکا تھا۔ پھر بھی میں آج Rules suspend کر رہا ہوں۔ .Thank you ڈاکٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں جی۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Honourable Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, please move Order No.2.

Motion under Rule 263 moved by Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House for dispensation of Rules

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): جناب چیئرمین! شکریہ۔

I beg to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirement of Rule 41 of the said Rules regarding Question Hour be dispensed with for 2nd and 3rd November, 2023.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order No.3, Honourable Mr. Ahmad Irfan Aslam, Minister for Law and Justice, please move Order No.3.

Laying of the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023

Mr. Ahmad Irfan Aslam (Minister for Law and Justice): I, Minister for Law and Justice, lay before the Senate the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 (Ordinance No.1 of 2023), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid. The Ministry of Parliamentary Affairs has initiated that

Ordinance No. 1 of 2023 is being laid in the Senate and in terms of Paragraph (b) of Clause (3) of Article 89 of the Constitution. It will be deemed to be a Bill introduced in the Senate. The Bill, therefore, stands referred to the Standing Committee concerned for consideration and report.

وزیر صاحب، براہ مہربانی motion پڑھیں۔

Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules

Mr. Ahmad Irfan Aslam (Minister for Law and Justice): I, Minister for Law and Justice, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirements of sub-Rule 2 of Rule 145 of the said rules be dispensed with. Thank you Sir.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirements of sub-Rule 2 of Rule 145 of the said rules be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order No.4 stands in the name of Mr. Ahmad Irfan Aslam, Minister for Law and Justice, please move the resolution.

Resolution moved for extension of National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 (1 of 2023)

Mr. Ahmad Irfan Aslam: Sir, I, Minister for Law and Justice, move the following resolution:

"That the Senate resolves to extend the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 (1 of 2023), for a further period of one hundred and twenty

days with effect from 31st October, 2023 under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.”

جناب چیئرمین: جی علی ظفر صاحب، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ، جناب چیئرمین! نیب کی جو amendment آئی ہے، اس کے بارے میں، میں اصل میں سینیٹرز کو inform کرنا چاہ رہا تھا کہ سپریم کورٹ کا ایک پندرہ رکنی بنچ بیٹھا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: علی صاحب، آئی ہوئی اس amendment کو تو ابھی 120 دن ہو رہے ہیں۔ جی۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! یہ جو ترامیم کو extend کرنے کی خواہش کرتے ہیں یا اس کی motion move کی ہے، وہ پہلے ہی سے سپریم کورٹ نے reject کر دیے ہیں۔ سپریم کورٹ نے جن grounds پر کیے ہیں، ان ہی grounds پر نیب کا قانون بھی challenge ہوا تھا۔ اس پر بھی تین رکنی بنچ میں سے دو نے ان ہی grounds پر فیصلہ کیا کہ نیب کی ترامیم درست نہیں ہیں۔ اب وہ challenge ہوا ہے اور معاملہ پانچ رکنی بنچ کے سامنے پیش ہوگا لیکن یہی چیز ہم دوبارہ کیوں pass کرنے جا رہے ہیں اور اس کو extend کرنے کے لیے resolution کیوں لا رہے ہیں جبکہ سپریم کورٹ پہلے ہی سے کہہ چکا ہے کہ وہ غیر قانونی اور غیر آئینی ہے۔ سپریم کورٹ ایک طرف کوشش کر رہی ہے کہ پارلیمنٹ اپنا کام کرے، جو ہماری job ہے، جو ہمیں آئین کا پتا ہے اور قانون سازی ہمارا کام ہے، ہم اپنا کام کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنا کام کریں، جو عدالتوں کے فیصلے کرنے ہیں۔ ہمارے پاس غلط قانون نہ pass کر کے لے کر آئیں تاکہ ہمیں ان کے ساتھ interfere کرنا پڑے۔ اگر عدالت ایک طرح ہماری respect کر رہی ہے تو ہمیں اپنی respect بھی کرنی چاہیے کہ جو قانون پہلے ہی سے declare ہو چکا ہے کہ وہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہے، ہم اس پر کیوں resolution pass کرنے جا رہے ہیں۔ اگر کرنا ضروری ہے قائمہ کمیٹی کو بھیج دیجیے، ہم اس کو بطور ایک قانون دیکھیں گے، examine کریں گے۔۔۔

جناب چیئرمین: علی صاحب، وہ کمیٹی کو چلا گیا، lay ہو گیا اور بل بن گیا۔ Extension Ordinance کی لینی لازمی ہے تو اس لیے لیں گے۔

I now put the resolution before the House. It has been moved that the Senate resolves to extend the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2023 (1 of 2023), for a further period of one hundred and twenty days with effect from 31st October, 2023 under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution is passed. Yes, Tarar sahib.

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! جو بات علی ظفر صاحب نے کی ہے، ایک بات تو یہ ہے کہ پندرہ رکنی بنچ (فل کورٹ) بیٹھی، وہ Practice and Procedure Act پر بیٹھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ میں اداروں کے حوالے سے غلط الفاظ میں لکھنا تھا اس trend کو جو کہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں دیا گیا تھا کہ جو انتہائی اہم آئینی اور قانونی معاملات تھے، وہ selected Benches یا selective Benches کے سامنے رکھے جاتے تھے۔ ہمارے چیف جسٹس پاکستان نے یہ بڑا اچھا فیصلہ کیا کہ انہوں نے پوری عدالت بٹھائی۔ مختلف سیاسی جماعتیں، ہم یہاں کھڑے ہو کر مطالبہ کرتے رہے کہ پہلی بات ہے کہ قانون سازی پارلیمان کا اختیار ہے، سپریم کورٹ کے پاس یا اعلیٰ عدالتوں کے پاس قانون بنانے کا یا یہ حکم دینے کا کہ اس طرح نہیں، یہ بناؤ اور یہ نہ بناؤ۔ یہ اختیار انہیں نہ آئین پاکستان دیتا ہے اور نہ پارلیمان نے اپنا یہ اختیار کبھی چھوڑا ہے۔

میں اپنے معزز اراکین کو مبارک باد پیش کروں گا کہ آپ نے پاکستان کے عوام کی، litigant کی بہتری کے لیے Bar Councils اور Bar Associations کے مطالبے پر جو وہ بیس سال سے کر رہے تھے اور سپریم کورٹ اپنی فل کورٹ بنا کر، rules نہیں تھے، بنا رہے ہیں۔ جو قانون آپ نے بنایا، اس پر بڑی انگلیاں اٹھائی گئیں کہ آئین میں ترمیم ہونی چاہیے تھی۔ آج

پارلیمان کا سر فخر سے بلند ہے کہ سپریم کورٹ نے کہا کہ یہ قانون ٹھیک بنااور عوام کے لیے قانون سازی کا یہ اختیار پاکستان کے پارلیمان کا تھااور یہ کام وہی کریں گے۔

دوسرا، جہاں تک رہی نیب ترامیم کی بات، وہ ایک تین رکنی بنچ تھا،اس میں بھی اس وقت larger Bench مانگا گیا تھا۔ ایک تین رکنی بنچ کے سامنے لگایا جس میں 2/1 سے decision لیا گیا۔ اس کی کچھ شقوں کو بحال رکھا گیا، تقریباً 70% شقوں کو، 30% کچھ شقیں تھیں جن کے بارے میں انہوں نے انہیں strike down کیا۔ اس کی appeal ہے لیکن یہ آرڈیننس، آپ یاد کریں گے کہ جب یہ lay کیا گیا تھا،اس میں کچھ teeming problems تھیں جو نیب کو reorganize کرنے کے لیے ضروری تھیں۔ Prosecution نے کچھ تجاویز دیں کہ اس کی وجہ سے ان کا کام affect ہو رہا تھا۔ White collar میں انہوں نے کہا کہ 90 سے آپ نے یک دم 14 کیا، اسے 30 پر rationalize کر دیں۔ کچھ اس طرح کی چیزیں تھیں۔ میرے خیال میں جو مثبت قانون سازی ہوتی ہے جس کا فائدہ prosecution اور defence, دونوں کو ہو اور balance create ہو۔ اس میں اس طرح کی بات آنی چاہیے۔ یہ ہمارا اختیار ہے اور ہمارا ہی اختیار رہے گا۔ قائمہ کمیٹی کو گیا ہے، کل کو House میں آئے گا۔ جب تک House اس کو approve نہیں کریں گے، یہ قانون نہیں بنے گا۔ بہت شکریہ، جناب۔

جناب چیئرمین: کامران صاحب، معذرت۔ آج وکیلوں کا دن ہے، میں کام کو سمجھتا ہوں، پھر آخر میں وزیر قانون کو کہوں گا کہ کچھ بولیں۔ جی علی ظفر صاحب۔

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! سینیٹر تارڑ صاحب نے ایک بات کی جسے میں record کے لیے تھوڑا سا درست کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قانون سازی کی، ترمیم کی اور ہم نے appeal کی طاقت دے دی، Article 187 کے جو فیصلے سپریم کورٹ کے ہوتے ہیں، اس کے خلاف۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: (3) 184 کی۔ جب اس کی بحث ہو رہی تھی بلکہ یہ قانون ایک طرح سے جلدی سے pass کیا گیا تھا۔ اس میں ایک شق ڈالی گئی تھی جس کو میں نے on the

record object کیا تھا۔ میں سینیٹر تارڑ صاحب کو یاد کرانا چاہتا ہوں۔ میں نے objection کی تھی کہ آپ اس کو retrospective نہ کریں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ appeal دیں لیکن اسے آپ کھولنے کی کوشش نہ کریں جو cases ختم ہو چکے ہیں، مثلاً نواز شریف صاحب کا پانامہ کا کیس کھولنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ اس کو بھی کھولنے کے بعد اس کی appeal سنی جائے۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ آپ اسے ایک شخص کی خاطر کر رہے ہیں، آپ کا یہ قانون set aside ہو جائے گا، retrospective نہ کریں، appeal ضرور دیں، appeal دینا بڑا ضروری ہے۔ بہر حال، اس وقت یہ pass ہو گیا۔ پھر یہ بحث رہی اور سپریم کورٹ کے 8 judges نے یہ کہا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کا اختیار نہیں ہے کہ وہ retrospectively قانون سازی کریں۔ انہوں نے وہ قانون اس حد تک کالعدم قرار دے دیا۔ یہ میرا مؤقف تھا کہ اس point پر ہمیں ذرا خیال رکھنا چاہیے، خود debate کر کے اگر ہم آگے چلیں گے تو معاملات بہتر ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ان شاء اللہ، جب ایوان میں بل آئے گا، میں پوری debate کراؤں گا، آپ فکر ہی نہ کریں۔ جی۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: انہوں نے میری بات کی، پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کہوں گا ایک ووٹ کے فرق سے، میں کہوں گا 7/8 سے باقی سارا save کیا گیا، right of appeal بھی مانا گیا، سارے کا سارا قانون مانا گیا، retrospectivity کی حد تک انہوں نے 7/8 سے یہ decision دیا لیکن میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا، میں نے اس دن بھی on floor of the House کہا تھا کہ یہ قانون سازی person specific نہیں ہے۔ یہ میاں نواز شریف صاحب کے مقدمے پر اس لیے اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ جب اس معزز ایوان نے Section 232 of Elections Act, 2017 کو amend کیا تو اس قانون میں طے کر دیا گیا کہ جہاں پر آئین کسی نااہلی کی مدت تجویز کرتا ہے، وہ اس کی upper limit ہو گی، جہاں پر آئین نہیں کرتا، آئین میں دی گئی upper limit سے آگے نہیں جائے گا۔ دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے کہ کوئی شخص تاحیات نااہل ہو جائے گا۔ یہ کہاں پر لکھا ہے اور یہ فیصلہ کہاں سے آیا اور اتنا بدبودار فیصلہ کیوں کیا گیا؟

ان وجوہات پر بھی جائیں۔ Thanks to my friends from the Opposition benches اپنے سیاسی لیڈر کو بچانے کے لیے وہ law نہیں challenge کیا گیا، اس کے علاوہ ہر قانون کو challenge کرتے رہے ہیں اور میں نے اس دن کہا تھا کہ یہ law بھی یہ challenge نہیں کریں گے کیوں کہ یہ بھی person specific نہیں ہے۔ یہ اس ملک کے مستقبل کی سیاست کی راہیں متعین کرے گا اور وہ آج قانون کا حصہ ہیں۔ Section 232 of Elections Act,2017, اس وضاحت کے ساتھ میں بتانا ضروری سمجھتا تھا کہ وہ person specific نہیں ہے، بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Leader of the House, please.

Senator Mohammad Ishaq Dar

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ، between the lawyers میرے خیال سے non-lawyer کو بھی اپنا کچھ view دینا چاہیے۔ میں یہ clarify کروں گا محترم علی ظفر صاحب نے جو کہا۔ یہ ایک well-intentioned restropectivity تھی۔ We all know that, Article 184(3) کے تحت اس ملک میں کئی *Suo Motu* لیے گئے ہیں اور اس کے بعد جو بھی فیصلے ہوئے ہیں وہ آج تک controversial ہیں Panama was one of them. یہ ایک sunset clause رکھی گئی تھی، صرف تیس دنوں کا وقت تھا کہ آج تک all cases under article 184(3) چونکہ ان کو appeal کا حق نہیں تھا، available نہیں تھی، پچھلا سارا process علی ظفر صاحب اور اعظم صاحب مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ لوگوں کے پاس review کا option تھا، review پھڑک سے اڑ جاتا تھا۔ اس میں جو improvement کی گئی تھی اور جو ان کو court نے full majority کے ساتھ accept کیا اور اس کے ساتھ یہ تھا کہ اب آپ کے پاس right of appeal ہو گی کیوں کہ پیچھے آپ کا process ہوا ہی نہیں، اس میں بھی value addition ہے کہ *Suo-Motu* کے جو bench بنیں گے کیسے بنیں گے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک genuine, honest and sincere retrospectivity کی clause ڈالی تھی، اس میں تیس دن کا ایک sunset تھا۔ جن کے آج تک 184(3) کے فیصلے ہیں وہ اگر لانا چاہیں تو وہ appeal لے

آئیں۔ میرا خیال تھا بہت اچھا تھا لیکن بہر حال جیسے اعظم صاحب نے کہا 7/7 تھے، جس طرف ووٹ ڈلتا وہ ایک ووٹ ادھر آ جاتا تو یہ آج valid ہوتا اور معلوم نہیں شاید درجنوں آتے اور شاید میں بھی جاتا۔

یعنی میرا کیس کیا تھا؟ میرا نام Panama میں نہیں تھا، میرا نام 20 April کی judgement میں نہیں تھا اور all of a sudden parachute ہو کر آ گئی تھی، 20 سال tax return نہیں تھی، in the last 45 years میں نے زندگی میں کبھی 20 minute tax return delay نہیں کی۔ I would have gone there. I would have said to prove it and call the FBR, see the record. یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ایسی چیزوں کو ٹھیک ہونا چاہیے تھا، I think ایہ hold ہو جاتی اور یہ effective ہوتی it would have been a very good part of the addition in a judicial process of the history of the Pakistan کہ لوگوں کو ایک موقع ملتا۔ I was the candidate to go there and prove یہ علیحدہ بات ہے کہ JIT کے head نے نیچے آ کر کہا ہم نے FBR میں check ہی نہیں کیا۔ بھائی تم کیسے گریڈ 21 کے آفیسر ہو؟ Head of JIT Panama ہو، you don't know that taxes return file کہاں ہوتی ہے؟ یہ political victimisation اور اس ملک کی جو history ہے یہ ایسی چیزوں سے ٹھیک ہوگا۔ I wish کہ یہ uphold ہوتی، I wish کہ ہم جاتے جو بھی جاتے، جو بھی آج تک 184(3) میں تھے ان کو جانا چاہیے including Mian Nawaz Sharif جتنا evidence اب تک آ چکا ہے وہ تو بڑا clear ہے کہ وہ سارے کا سارا *mala fide* تھا۔ ان کو گھر بھیجنا تھا۔ Life time کا تو انہوں نے ذکر کر دیا، former Chief Justice خود remarks دے گئے کہ life time تو بڑا unreasonable ہے۔

میرا مطلب ہے کہ یہ چیزیں تو ہو گئیں، with all due respect to the both, Ali Zafar Sahib and Azam Tarar Sahib, I just wanted to put it on record, it was well intentioned addition, I have been involved in that draft. میں ان کاموں میں Law Minister

جناب چیئرمین! believe کا میں assistant رہا ہوں، میں اپنی clarity دے رہا ہوں، me کوئی mal-intention نہیں تھی اور one off opportunity تھی sunset clause کی جو 30 دنوں کے بعد وہ ختم ہو جانی تھی۔ So thank you so much, I just wanted it to be on record that what is the truth behind that particular retrospective clause of 30 days. بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: تارڑ صاحب ایسے assistant رکھے ہیں، اس لیے آپ کے پاس کامیابی ہے؟ جناب سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میری خیال سے کچھ باتیں اصول کے مطابق ہونی چاہییں، ایک اصول کی بات شاید یہ ہے کہ جس ordinance کو ہم further extension دینے جا رہے ہیں، کیا جب وہ معاملہ اس ایوان میں آ جاتا ہے، جناب والا! تو بغیر سوچے سمجھے اس کو extension mechanically دے دینی چاہیے؟

جناب چیئرمین: Extension ہو گئی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! ہو گئی ہے، مگر آپ نے اس وقت time نہیں دیا۔ کم از کم record درست رہے، آپ نے extension دے دی بہت اچھا کیا، ہم سب آپ کے short notice پر آ بھی گئے، ہم نے extension دے بھی دی، مگر ہم نے extension کس کو دی ہے، جس کے بارے میں Supreme Court نے کچھ کہہ دیا ہے اور جب کچھ کہہ دیا ہے تو سوال یہ نہیں ہوگا کہ وہ three member bench ہے اس کے خلاف appeal file ہو سکتی ہے، appeal file نہیں ہو سکتی، اگر two member bench بھی فیصلہ کر دیتا تو بھی یہ فیصلہ Supreme Court کا فیصلہ ہوتا، ہم پہلے کس طرح سے pre-empt کر سکتے ہیں کہ وہ فیصلہ کیا ہوگا؟ جب ہم pre-empt نہیں کر سکتے اور ایک فیصلہ موجود ہے اور اس کی موجودگی میں ہم اس کو extension دے رہے ہیں تو کیا یہ extension درست ہو گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جس کو ہم نے extensionدی ہے ، یہ extensionاس قانون کو دی ہے جو act of Parliamentتھا، ہم نے اس میں تبدیلی کی ہے،اس act of parliamentپر شاید debateہوئی ہو گی، کمیٹی میں گیا ہوگا،اس پر سوچا گیا ہوگا،اس پر mind applyکیا گیا ہوگا۔آج ہم نے نہ اس پر سوچا ہے،نہ ہم نے اس پر mind applyکیا ہےاور ہم نے اس کو بغیر سوچے سمجھے، کمیٹی میں بھجوائے بغیر، ہم نے اس کو پاس کر دیا۔ پہلے ہم نے جو ordinanceکے ذریعے amend کیا تھا،جو کمیٹی تھی اس کمیٹی کا میں بھی ممبر تھا ،اس میں ہم نے شاید کہیں نہ کہیں پر debateکرکے،اس میں amendmentکی تھی تو اس طرح سے، ایک پارلیمان کے قانون کو، ordinance کو پہلے amend کر دیا جائے پھر وہی پارلیمان جس نے وہ پرانی قانون سازی کی تھی، اس میں اس amendmentکو پھر اس طرح سے approveکر دیں، directly نہیں کریں، indirectlyکریں۔ میرے خیال میں جو بھی کچھ ہوا ہے درست نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ چونکہ آپ نے مجھے floorدے دیا ہے، ہم الیکشن کے حوالے سے ایک چیز ہمیشہ کہتے آئے ہیں، الیکشن کے حوالے سے اور صدر کی dateدینے کے حوالے سے ، آج صدر کی dateدینے کا معاملہ بھی شاید Supreme Courtمیں clearہو گیا ہے کہ الیکشن کی date کس نے دینی تھی۔ Article-48میں صدر صاحب نے دینی تھی، جس میں وہ ناکام رہے،ایک تو وہ ویسے ہی Article-44 میں extensionپر ہیں کہ جب تک صدر نہیں آئے گا، مگر یا تو دستوری provision کو سمجھنے میں وہ ناکام رہے ہیں یا اس پر عمل کرنے پر ناکام رہے ہیں۔ میرے خیال سے ان کا resignationبنتا ہے،اگر اس طرح کے blunder صدر کے عہدے پر بیٹھے لوگ کرتے رہیں گے، اس کا مطلب ہے کہ لاقانونیت اور دستور کی violation مستقل چلتی رہے گی۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ صدر صاحب چونکہ اس نےArticle-48میں dateنہیں دی تھی، اس لیے ان کا کوئی حق نہیں ہے Article-44کا فائدہ لیں اور as a President continueکریں، ان کو step downہو جانا چاہیے، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر دلاور خان صاحب۔

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بچھڑنے کا ارادہ ہے تو مجھ سے مشورہ کر لے

محبت میں کوئی فیصلہ ذاتی نہیں ہوتا

جناب چیئرمین! یہ ordinance کا جو motion یہاں پر آیا، یہ تو پہلے پچھلی حکومت نے کیا تھا اور ہمارے اسلام میں بھی مشورے کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اگر سپریم کورٹ کے پندرہ رکنی بنچ، جس کے سامنے 183(4) کا issue آیا تو اسی چیف جسٹس صاحب نے اپنے اختیار کو کم کر کے مشورے کو ترجیح دی۔ اگر آپ اسلامی تاریخ پڑھیں تو جب دوسرے خلیفہ کی تعیناتی کا مسئلہ آیا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا کہ senior صحابہ کرام موجود ہیں تو آپ آپس میں مشورہ کریں۔ لہٰذا مشاورت ہوئی اور خلافت کے لیے حضرت عمرؓ کی تعیناتی ہوئی۔

چیئرمین صاحب! یہ House of the Federation ہے۔ یہ چاروں صوبوں کو represent کرتا ہے۔ Ordinance تب لایا جاتا ہے کہ جب حکومت وقت کو ضرورت ہو۔ اب موجودہ حکومت کو یہ ضرورت پیش آئی ہوگی تو آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وہ اس ordinance کو لے کر آئے ہونگے۔ اس میں کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ اور باہمی مشورے سے یہ کام ہو تو جس طرح میں نے شعر پڑھا کہ محبت میں کسی کا ذاتی فیصلہ نہیں ہوتا، اسی طرح یہ حکومت کا ذاتی کام تو نہیں ہے بلکہ یہ تو بل لانے کے لئے ایک requirement ہے۔ بس میں نے یہی کہنا تھا۔ والسلام۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: Thank you Mr. Chairman یہ آج ایک ordinance pass کیا گیا ہے تو تارڑ صاحب نے کہا یہ defence and prosecution, دونوں کے benefit میں ہے۔ تو اس پر میں یہ کہوں گی کہ یہ defence کے تو کسی صورت میں بھی benefit میں نہیں ہے۔ البتہ prosecution جو کہ NAB ہے،

اس کو اتنا مضبوط کیا گیا ہے کہ اس میں ہر چیز NAB کے benefit کے لیے کی گئ ہے۔ تو جو سب سے ضروری اور اہم چیز ہے اور جس کی خاطر یہ آج یہاں لایا گیا ہے وہ Article 5 (b)(d) ہے۔

The Chairman may appoint advisors, consultants and experts on payment of such fee or renumeration as he may determine to assist him in performing the functions of NAB in the discharge of its duties under this ordinance.

چیئرمین صاحب! یہ جو NAB کا قانون ہے وہ ایک کالا قانون ہے۔ یہ ایک dictator کا بنایا ہوا قانون ہے۔ یہ ایسا قانون ہے کہ جس نے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں دیا۔ ایک جمہوری حکومت کے ہوتے ہوئے بھی ہم اس کو set aside نہیں کر سکے، کیونکہ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اس کو set aside نہیں کر سکے تو آج ہمیں اس House کے ذریعے اسے endorse کرنے ضرورت نہیں تھی۔ یہاں آنے سے پہلے نہ ہم نے اسے پڑھا اور نہ دیکھا۔ اس کو یہاں لا کر legislators کے سر پر بندوق رکھ کر چلائی جا رہی ہے اور benefit کس کو ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحبہ! ابھی بل بن گیا ہے۔ کمیٹی میں جائے گا جس پر debate ہو گی۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: اس پر کوئی debate نہیں ہو گی جی۔ ہمیں سب پتہ ہے کہ اس ملک میں کس چیز پر debate ہوتی ہے اور کس چیز پر debate نہیں ہوتی۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ آج APTMA نے اخبارات میں کروڑوں روپے کے اشتہارات نکالے ہیں جس میں ایک interim setup جو کہ ایک neutral setup ہوتا ہے، اس کے وزیر اعظم اور دیگر وزراء کی تصاویر لگائی ہیں اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ملک دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اگر APTMA نے سیاست ہی کرنی ہے تو اس حکومت میں سے باہر نکل آئے۔ ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس جگہ پر بیٹھ کر سیاست کریں جہاں ان کا کوئی سیاسی mandate نہیں ہے۔ یہی APTMA تھا جو کہتا تھا کہ حکومت کی policies کی وجہ سے factories بند ہو رہی ہیں، ہماری exports نہیں ہو رہیں، ہمیں foreign exchange نہیں مل رہی، ہم دیوالیہ پن کی طرف جا رہے ہیں۔ اب ایسا کیا ہو گیا کہ جب ان کا ایک ممبر منسٹر بن گیا تو سب کچھ ٹھیک ہونا شروع ہو

گیا۔ خدارا اس ملک کے ساتھ یہ دھوکہ بازی نہ کریں۔ یہ ان کا کوئی mandate نہیں تھا جو وہ آج اشتہارات نکال کر گمراہ کر رہے ہیں۔

یہ جو گیس کی قیمتیں بڑھائی گئی ہیں اس کا جواب کون دے گا؟ کون سمجھائے گا صوبوں کو کہ آپ کے اختیارات پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ اور یہ سوال تب اٹھے گا جب بل آئیں گے۔ جو بل انہوں نے دیے ہیں اس پر income tax, withholding tax, sales tax اور ان utility bills پر فیس لگا کر لوگوں سے پیسے extract کیے گئے ہیں۔ یہ extortionist policies اس interim setup کی ہیں۔ اب یہ ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ملک کو ترقی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ان کا تو یہ mandate ہی نہیں تھا۔

الیکشن کی date February تک لے جانے کہ کیا ضرورت ہے؟ الیکشن تو اگلے مہینے بھی ہو سکتے ہیں۔ کون سا ایسا کمال ہے اور وجہ ہے جو رکی ہوئی ہے۔ لیکن جن کا کوئی mandate ہی نہیں ہے اور حق ہی نہیں ہے، وہ آج آکر یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم سب سے بہتر ہیں۔ یہ ہمیں گمراہ اور ہماری توہین کر رہے ہیں ۔ ہم لوگ جو سیاست میں ہیں انہوں نے اپنا سب کچھ اس ملک کی خاطر قربان کیا ہوا ہے۔ چالیس چالیس سال سے ہم لوگ اس ملک میں افراتفری کی وجہ سے اپنے گھروں کی طرف بھی توجہ نہیں دے سکے ہیں۔ کبھی ایک آتا ہے، کبھی دوسرا آتا ہے، کبھی تیسرا آتا ہے اور کبھی چوتھا آتا ہے۔ اور انہی کو گھما کر پھر سے لایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ سوچنے کی باتیں ہیں اور اس House کو بھی سوچنا چاہیے کہ جو آج APTMA نے اشتہارات نکال کر کیا ہے، کیا یہ ہماری توہین نہیں ہے؟ کیا ہم سوال نہیں کر سکتے کہ گیس کی جو قیمتیں بڑھائی گئی ہیں اس کی کیا justification ہے۔ یہ قوم کس طرح اس کو دے گی اور کب تک لوگوں کا خون چوسا جائے گا؟ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

چیئرمین صاحب: Thank you جی۔ Honourable سینیٹر بزنجو صاحب۔ ڈاکٹر صاحب، آرہا ہوں، آپ حوصلہ رکھا کریں۔ کل ہی تو ماشاء اللہ آپ ایک گھنٹہ بولے ہیں۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: Thank you جناب چیئرمین۔ سب سے پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے short notice پر کاش حکومت اسی طرح اجلاس فلسطین کے مسئلے پر بھی طلب

کرتی۔ جناب چیئرمین! اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ فلسطین کے مسئلے پر اجلاس صرف requisition پر ہی طلب کیا جاتا ہے۔ دوسری جانب لوگ پتہ نہیں خطاب جذبات میں آ کر فلسطین اور امت مسلمہ کے حوالے سے جو جذباتی باتیں کرتے ہیں، وہ کم از کم ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ قانون کی باریکیوں کو یہاں ہم میں موجود قانون دان رفقاء ہی بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔ میں تو تاریخ اور سیاست کا ایک طالب علم ہوں۔ ایک سیاسی کارکن ہوں۔ میں یہ پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ لفظ NAB ایک بہت بدبودار لفظ ہے۔ اگر ہم اپنی سیاسی تاریخ کو ٹٹولیں، کوئی مانے یا نہ مانے لیکن NAB صرف سیاسی مخالفین کو دبانے کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ جنرل مشرف نے کیا کیا؟ جن کا حوالہ ہمارے محترم ڈار صاحب نے دیا۔ اور گزشتہ ساڑھے پانچ سال کے دوران یہ ایک دوسرے کے مخالفین کو دبانے کے لیے استعمال ہوا، جس سے ہم بھی متاثر ہوئے۔ ہمارے بڑے قائد میر آصف خان بزنجو، اللہ ان کے درجات بلند کرے، ان کے خلاف مقدمے درج کیے گئے، وہ بھی پنجاب کے مختلف اضلاع میں جو صریحاً جھوٹ پر مبنی تھے کہ جائیدادیں بنائیں وغیرہ اور ایسے ایسے اضلاع میں اور ایسے ایسے شہروں میں جن کو شاید میر آصف خان نے دیکھا بھی نہیں تھا۔

اسی طرح ڈاکٹر مالک کے خلاف مقدمات قائم کیے گئے۔ ان کی FIR report میں یہاں تک کہا گیا کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے دوسری شادی کر لی جو اس نے نہیں کی ہے۔ جناب یہ اس NAB کے کرتوت ہیں۔ آپ دیکھیں ہم NAB کو اس وقت مانیں گے، ہم Supreme Court کو اس وقت مانیں گے جب یہ آئین شکن جج اور جنرل صاحبان کے ہاتھ پر ہتھکڑی ڈالیں گے، احتساب سب کا ہونا چاہیے۔ جناب! میں بے رحمانہ احتساب کا قائل ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کو across the board ہونا چاہیے، یہ targeted نہیں ہونی چاہیے، ہم جو کرتے رہے ہیں۔

جناب! میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خوش آئند ہے کہ انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا گیا ہے اور ہمیں امید اور توقع ہے کہ 11 تاریخ کو انتخابات ہوں گے۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا، اگر ہم سیاسی استحکام لانا چاہتے ہیں تو انتخابات شفاف ہونے چاہییں، اگر آنے والے

انتخابات 2018 کے انتخابات کی طرح متنازعہ ہوئے، دھاندلی زدہ ہوئے تو ہمارے ساتھی گواہ ہوں کہ آپ کا ملک مزید سیاسی اور معاشی عدم استحکام کا شکار ہوگا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: قابل احترام سینیٹر ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Humayun Mohmand

سینیٹر ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آج یہاں پر دو، تین باتیں ہوئیں، میں ان سب کو touch کروں گا۔ ہمارے سابق وزیر قانون تارڑ صاحب نے full court کا بھی ذکر کیا۔ جناب! کتنا اچھا ہوتا، اس میں دو چیزیں discuss ہوئی تھیں، اس میں Articles 191 and 184 discuss ہوئے تھے۔ یہ کتنا اچھا ہوتا جب full court بیٹھا تھا تو 1980 کے rules کو بدل دیتا تو مسئلہ ہی ختم ہو جاتا۔ تین، چار دن کرنے کی بجائے simple rules بدلنے تھے، وہ rules اب بھی نہیں بدلے۔ کل کوئی دوسرا Supreme Court کا Chief Justice آئے گا تو وہ اسی rules کے تحت فیصلہ لے گا۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ اتنا ہو جانا چاہیے تھا۔ میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ appeal کا حق ہونا چاہیے، ہم سارے مل کر Article 184 کو change کر لیتے، ہمارے مسائل ختم ہو جاتے لیکن ہم جب غلط فیصلے کرنا شروع کریں گے۔ آپ دیکھیں کہ یہ ایوان بہت معزز ہے لیکن with due respect, that intention was not right, it was totally geared towards one persons, nothing else. جناب! دوسری بات یہ ہے کہ آج انتخابات کی تاریخ کی بات ہوئی، سب نے سنا ہے۔ جناب صدر مملکت نے مارچ میں تاریخ دی تھی، اس پر تو کسی نے کچھ نہیں کیا۔ ہمیں یہاں پر وزارت قانون نے غلط بتایا کہ جناب صدر تاریخ ہی نہیں دے سکتے، ہمیں بالکل گمراہ کیا گیا، اگر مارچ میں وہ انتخابات ہو جاتے تو پاکستان کی تاریخ میں سب سے گندہ واقعہ ہوا تھا، وہ واقعہ کبھی نہ ہوتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی direct responsibility ان لوگوں پر بھی جاتی ہے جنہوں نے وہ انتخابات نہیں ہونے دیے۔

جناب! تیسری بات NAB کی ہوئی تھی۔ ہمارے دو فاضل ممبران نے کہا اور میں ان کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے کم از کم اٹھ کر کہا ہے کہ یہ NAB کا لفظ غلط ہے۔ جناب! یہ NAB,

national arm twisting bureau ہم سب کو یہ اتنا ہی برا لگتا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہاں سے ayes, ayes کی آوازیں کیوں آئیں، noes کی آوازیں آنی چاہیے تھیں، یہاں پر ہم میں ہمت نہیں ہے۔ ہم یہاں پر کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، اگر یہ اتنی بری چیز ہے تو lets sit together اور اس کو ختم کریں۔ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا پڑے گا کہ ہم لوگ کیا ہیں، ہم خود کیا کر رہے ہیں۔ جناب! ہم سب ان ساری غلطیوں میں برابر کے شریک ہیں اور ہم جب تک اپنے آپ کو ٹھیک نہیں کریں گے، نہ یہ ملک ٹھیک ہو گا اور نہ ہمارا راستہ ٹھیک ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 11 فروری کو انتخابات کرانے کا اعلان ہوا ہے، یہ اچھی بات ہے، ہو جائیں لیکن جس طریقے سے ماحول بنا ہوا ہے، یہ حکومت جو basically extension of Muslim League(N) ہے۔ تحریک انصاف کے ان workers کو جن کا 9 مئی کے واقعے سے کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی کسی قسم کے ایسے واقعے سے تعلق تھا، یہ ان کو بھی بار بار اندر کر رہے ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ free and fair elections کیسے کرا سکیں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ Election Commission کو assist کر رہے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ یہ caretaker کے طور پر actually اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ آپ صحیح کر بھی رہے ہیں یا صحیح نہیں کر رہے، اگر Election Commission نے غلط تاریخ دی ہے، ان کو کہنا چاہیے تھا کہ آپ یہ تاریخ غلط دے رہے ہیں۔

جناب! ہمارا یہ مسئلہ ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو نہیں دیکھتے، ہم خود اصل میں غلطیاں کر رہے ہیں، ان ایوانوں میں غلطیاں ہو رہی ہیں، اصل کمزوری اس ایوان میں ہے۔ ہم politicians میں اصل problem ہے، اگر ہم لوگ اپنے آپ کو ٹھیک نہیں کر سکتے، اگر ہم لوگ اس ملک کے لیے decisions نہیں لے سکتے۔ جناب! اگلے پانچ سال کو چھوڑیں، اگلے پچاس سال کو چھوڑیں، اسی طریقے سے 75 سو سال گزر جائیں گے، یہ ملک کبھی ترقی نہیں کرے گا۔ اس کی basic وجہ ہم لوگ ہیں جو ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو ایسی جگہوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم جس کو elite کہتے ہیں جو کہ privileged elite ہے جو ایوانوں یا ایوانوں کے باہر decisions لے رہے ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں نے اپنا راستہ ٹھیک کرنا ہے تو ہمیں اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہو گا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ کا شکریہ۔ قابل احترام سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ، میں بھی دو، تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: لیکن آپ اختصار سے بات کریں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آپ یہ اختصار کا لفظ ہمیشہ میری گفتگو کے وقت بولتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کیونکہ یہ لفظ آپ اور شیری رحمٰن صاحبہ نے ایوان میں introduce کرایا ہے۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب! میں نے طویل کا لفظ کہا تھا۔ ایک بات یہ ہوئی کہ انتخابات وقت پر ہو رہے ہیں، یہ اچھی بات ہے لیکن free and fair elections ہونے چاہییں، آج کل level playing field کا لفظ بڑا معروف ہو چکا ہے۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب elections ہو جاتے ہیں، نتائج آ جاتے ہیں، کوئی پارٹی جیت جاتی ہے اور کوئی پارٹی ہار جاتی ہے تو پھر یہ terminology سامنے آتی ہے کہ دھاندلی ہوئی، ہمیں level playing field نہیں ملی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ واویلا تین ماہ پہلے کیوں ہو رہا ہے۔ کیا انہیں کوئی نوشتہ دیوار دکھائی دے رہا ہے؟ کیا ان کو نظر آ گیا ہے کہ ان کے نامہ اعمال میں کیا تھا اور ان کو polling agents بھی ملنے والے نہیں ہیں، ان کے polling stations میں ویرانی کا عالم ہو گا، کیا انہیں ابھی سے دکھائی دینے لگا ہے؟

جناب! 2018 میں کونسا level playing field تھا، 2013 میں کونسا تھا، ہم 2013 کے elections جیتے تھے اور آصف علی زرداری صاحب صدر تھے، میر ہزار خان کھوسو صاحب ان کے بنائے ہوئے وزیر اعظم تھے۔ چاروں وزراء اعلیٰ ان کے بنائے ہوئے تھے۔ ان کے extension یافتہ اشفاق پرویز کیانی Army Chief کے طور پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے اس کیفیت میں انتخابات لڑے، ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ level playing field ہونی چاہیے اور ہم وہ elections جیتے لیکن یہ الگ بات ہے کہ ہمیں چار ماہ بعد پھر گھر بھیج دیا گیا۔ ان شاء اللہ

level playing field سب کے پاس ہے، آپ عوام کے پاس آئیں۔ بنیادی بات نعرے نہیں ہیں، فلسفہ نہیں ہے، کوئی جذباتیت نہیں ہے، emotionalism نہیں ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ جب آپ کو اقتدار ملا تو آپ نے عوام کے لیے کیا کیا، ایک، دو، تین اور چار چیزیں گنوائیں۔ ہم بھی گنوادیں گے، آپ بھی گنوادیں اور فیصلہ عوام پر چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ جو ڈاکٹر صاحب نے بھی فرمائی، سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ اور سینیٹر طاہر بزنجو صاحب نے کہی کہ یہ NAB ایک لعنت ہے، ہم جمہوریت پرستوں نے NAB کا جو طوق اپنے گلوں میں ڈالا ہوا ہے، یہ ہم سب کے لیے شرمندگی کا طوق ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آمروں کے بنائے ہوئے قانون جو سیاستدانوں کو target کرنے کے لیے بنتے ہیں، ان کا ناطقہ بند کرنے کے لیے بنتے ہیں۔ انہیں سال ہا سال جیلوں میں بند کرنے کے لیے بنتے ہیں۔ وہ ہمیں اتنے عزیز کیوں ہوتے ہیں؟ یہاں علی ظفر اور تارڑ صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک مقدمہ جو نیب نے کسی شخص پر بنایا ہو اور اس نے سپریم کورٹ تک sustain کیا ہو۔ کوئی ایک مقدمہ بھی نہیں ہے۔ ہزاروں مقدمے بنے اور ہزاروں افراد جیلوں میں گئے ہیں۔ اب بھی جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اربوں اور کھربوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ خود عدالتیں کہتی ہیں کہ یہ کالا قانون ہے اور ہم اس کالے قانون کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ ہمارے اندر اتنی توانائی ہونی چاہیے کہ اس سرطان کو ہم آئین سے نکال کر باہر پھینکیں۔ اس نے کوئی accountability نہیں کی۔ اس نے سوائے ریوڑ ہانکنے کے اور ڈنڈے مار کر دوسری پارٹیوں میں شامل کرنے کے یا کسی پارٹی سے نکالنے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! تیسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اشتہار کے بارے میں بات ہوئی ہے کہ کس بل بوتے پر یہ اشتہار آگیا ہے اور کروڑوں روپے ہمارے tax payers کے کیوں اس پر لگائے گئے۔ میں تو ایک بنیادی بات کرتا ہوں۔ یہ جو تماشا ہے جس کو ہم نگراں حکومتیں کہتے ہیں یہ ختم ہو جانا چاہیے۔ ان کا سرے سے کوئی جواز ہی نہیں ہے۔ دنیا میں دو سو ممالک ہیں۔ کسی ایک ملک کے اندر یہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم بنا دیتے ہیں۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے افراد کو اکٹھا کرکے بناتے ہیں۔ کسی کے پسندیدہ چہرے ہیں، کچھ واقعی لائق ہیں اور کچھ فائق ہیں۔ کچھ اہلیت رکھتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا کھیل، سرکس ہے اور تماشا ہے جس کو اب ختم ہو جانا چاہیے۔

ہم ماشاء اللہ ترقی کر رہے ہیں اور ہماری جمہوریت آگے بڑھ رہی ہے۔ جو siting Government ہے اس کو آپ نگراں بنالیا کریں جیسا کہ انڈیا میں ہو رہا ہے۔ بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے۔ جس دن اس کی معیاد ختم ہوتی ہے وہ نگراں حکومت بن جاتی ہے۔ وہ پھر پوسٹنگ اور ٹرانسفر نہیں کرتی۔ نگراں حکومت میں وہ سارے معاملات محدود ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ ہر مہذب ملک میں ہوتا ہے۔ ہم نے یہ تماشا مزید برداشت نہیں کرنا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you, sir.

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئرمین! تھوڑی سی بات میں اور کروں گا۔

جناب چیئرمین: اور؟

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی ہاں۔ اتنی ہی تقریباً جتنی میں کر چکا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے میں پھر adjourn کر دیتا ہوں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: یہ سلسلہ میرا خیال ہے کہ ختم کر دینا چاہیے۔ دوسری بات یہ کہی گئی۔ Person specific کے حوالے سے بات ہوئی۔ Person specific کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ person specific کی کہانی یہاں سے شروع نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جہاں یہ قانون بنا ہے۔ یہ person specific کی کہانی 2017 سے شروع ہونی چاہیے تھی۔ کیا پانامہ کے اندر جس کا نام نہیں تھا اور پانامہ کے اندر جو پانچ سو دوسرے لوگ تھے ان پانچ سو افراد کے بارے میں آپ نے نہیں پوچھا جس کا نام موجود ہی نہیں تھا اس کو پکڑ کر آپ کٹہرے میں لے آئے۔ کیا یہ person specific نہیں تھا۔ اگر یہ person specific تھا تو آگے چلیں۔ پھر آپ ایک JIT بناتے ہیں جو 76 سالہ تاریخ میں نہیں بنی۔ اس ایک شخص کے لیے بناتے ہیں۔ اس میں دو فوجی افسروں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ کیا وہ person specific نہیں تھا۔ پھر آپ JIT کے اوپر ایک monitoring bench بٹھاتے ہیں کسی اور شخص کے بارے وہ monitoring bench بیٹھا ہے۔ کیا وہ person specific نہیں تھا۔ Sicilian mafia مجھے کہا گیا۔ Godfather مجھے کہا گیا۔ یہ کیا person specific باتیں نہیں تھیں۔ پھر جب مقدمہ احتساب عدالت میں چلا جائے تو اس مقدمے میں وہ جج monitor بیٹھ جائے جو already اس کے خلاف فیصلہ دے چکا ہے۔ ڈنڈا لے کر روزانہ شام کو اس جج سے پوچھا

جائے کہ تم نے ہمارے فیصلے کے خلاف کوئی بات تو نہیں سوچی۔ یہ person specific نہیں تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر دنیا کی تاریخ میں کسی کو سزا ملی ہے کہ تم نے بیٹے سے تنخواہ نہیں لی ہے اس لیے گھر چلے جاؤ۔ کیا یہ person specific نہیں تھا۔ جب آپ سات سال، چار سال اور چھ سال تک ایک شخص کی پیٹھ پر person specific کے کوڑے مارتے رہتے، اگر کوئی قانون سازی ہوتی ہے اور اس کو رعایت ملتی ہے۔ صرف اس کو رعایت نہیں ملتی بلکہ ہر اس شخص کو ملتی ہے جو معتوب ہے۔ جو اس قانون کی زد میں آیا ہوا ہے۔ جس کی پیٹھ پر کوڑے پڑے ہوئے ہیں۔ تو آپ کے پیٹ میں درد ہوتا ہے کہ یہ person specific ہوگا۔ خدا کے لیے انصاف ہونے دیں۔ یہ انصاف آپ کے بھی کام آئے گا اور دوسروں کے بھی کام آئے گا۔ اس لیے person specific کے طعنے نہ دیں۔ بہت سی چیزیں آج بھی person specific ہو رہی ہیں۔ ہم نہیں کہتے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب کو انصاف ملنا چاہیے۔ سب کے ساتھ عزت نفس کا سلوک ہونا چاہیے۔ اگر کسی کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ (3) 184 ایک ایسا ہی کالا قانون ہے جس کے تحت ایسی ایسی سزائیں مل جاتی ہیں کہ جن کا کوئی مداوا ہی نہیں ہے۔ ایک سیشن کورٹ سے مقدمہ چلتا ہے تو ہائی کورٹ میں آتا ہے۔ ہائی کورٹ سے پھر سپریم کورٹ میں چلا جاتا ہے۔ پھر نظر ثانی میں جاتا ہے۔ آپ ایک شخص کو عمر بھر کے لیے گھر بھیج دیتے ہیں اور اس کی کوئی اپیل بھی نہیں ہے۔ یہ person specific نہیں تھا۔ خدا کے لیے جب آپ person specific کا طعنہ دیں تو ان حقائق کو ضرور مد نظر رکھ لیا کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب۔

Senator Mushahid Hussain Sayed

سینیٹر مشاہد حسین سید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج جو discussion ہوئی ہے

I would like to endorse what has been said by Senator Saadia Abbasi and my other distinguished colleagues. Sir, I was just reading the history.

15 مئی 2006 کو لندن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان Charter of Democracy sign ہوتا ہے۔ اس کے Code of conduct میں

I ہے۔ دونوں پارٹیوں کی طرف سے ایکcommitmentکی جاتی ہے۔ Section “d” quote from that commitment, “Section-D, to replace politically motivated NAB with an independent accountability commission” کہ یہ ادارہ ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہےاور اس کو ہمremove کریں گے۔ میں متفق ہوں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی کہا

the decision was in our hands, there was one tenure of the Peoples Party and after that there was one tenure of the PML (N). Although I think both faced conspiracies and other aspects to undermine

کہ میمو گیٹ آگیا، پانامہ گیٹ آگیاbut still they were in charge after allیہی سیاستدان ہیں جنہوں نے نیوکلیئر بم بنانے کے فیصلے کیے۔ بھٹو صاحب نے شروع کیا اور میاں صاحب نے مکمل کیا۔اس میںEstablishmentکا کوئی رول نہیں تھابلکہ سیاسی فیصلہ تھا۔ یہی سیاستدان ہیں جو فیصلے کرتے ہیں، who will be the Army Chief, which is the اسmost important position in Pakistan power structure. we should accept the failure of the پر میرے خیال میں issue entire political class that when it comes to accountability we want to use it as a weapon and weapon to hound our political opponents.اور آپ کو پتا ہے جب1999میں جنرل مشرف کے دور میں نیب آرڈیننس آیا تو 1st Chairman of NAB was a very honest Officer Lt. Gen. Sayed Amjad بڑاایماندار افسر تھا.he is still living.اس کو جب اختیار ملا تو اس نے کہا کہ دو سابقہ آرمی چیف ہیں ان کے خلاف میں انکوائری کروں گا۔ وہ پرانے آرمی چیف تھے۔ابھی بھی وہ زندہ ہیں۔ He was removed from that slotان کو کہا گیا کہ یہ آپ نہیں کر سکتے۔ جنرل مشرف نے ان کوremove کیا تھا۔اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ the time has come ہم کالا قانون تو کہتے ہیں۔ جسٹس جاوید اقبال جو last Chairman NAB تھا اتنا controversial تھا۔ اس کو Leader of the Opposition, Khursheed Shah Sahib and Prime Minister

Shahid Khaqan Abbasi نے مشترکہ رضامندی سے مقرر کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے واقعی کوئی accountability کرنی ہے اور rule of law کو آگے لے کر چلنا ہے، instead of tinkering with this thing ہمارا اپنا خیال ہے کہ اس کا فائدہ ہوگا یا اس کا فائدہ ہوگا۔

Ultimately we all get caught in the cross fire and we all have been victims of that in the last so many years. We should learn those lessons.

غلطیاں تو ہم نے کرنی ہیں۔ نئی غلطیاں کریں پرانی غلطیاں نہ دہرائیں۔ تھوڑا دم لیں اور ہمت کریں اور وہ فیصلے کریں جو پاکستان میں جمہوریت کو مستحکم کرے۔ PTI دور میں NAB was used against the PML (N), cases were concocted میاں صاحب کا اقامہ کا کیس تھا۔ It was totally concocted بلکہ میں نے تو اس ایوان میں کہا تھا کہ he is a political prisoner سیاسی قیدی ہے۔ اب بھی آپ دیکھیں اب وہ Official Secret Act, آگیا ہے۔ وہ بھی میرے خیال میں اقامہ 2.O ہے۔ Because we want to hound our political opponents. یہ کام نہ کریں اگر ملک نے آگے چلنا ہے۔ جمہوریت کی گاڑی کو آگے چلانا ہے۔ جس میں حزب اقتدار بھی اور حزب اختلاف بھی ہے تو both have to work together and not based on politics of vendetta, vengeance or victimization. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Honourable Senator Manzoor Ahmed Kakar Sahib.

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج کے ordinance پر دوستوں نے تفصیلاً بات کی۔ پھر وہی بات کروں گا، میں ایک سیاسی طالب علم ہوں، یہاں پر معزز اراکین بیٹھے ہیں، میں سیکھ رہا ہوں اور سیکھنے کی کوشش بھی کر رہا ہوں۔ ہم اگر history میں جاتے ہیں، ویسے مشاہد صاحب نے باتیں کی ہیں، ہم ہمیشہ کسی اور کو blame کرتے ہیں جبکہ اپنے گریبان میں کبھی بھی

نہیں دیکھتے کہ میں کیا ہوں۔ اب تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں، یہاں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں، انہی پارٹیوں سے تعلق تھا، چاہے جتنی پارٹیاں ہیں، میں نام نہیں لیتا، آج ہم پھر یہاں پر ایک ordinance کے اوپر گلے شکوے کر رہے ہیں۔ پانچ سالوں سے جب سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو اسی طرح کے بہت سے bills پچھلی حکومت نے پیش کیے ہیں، بعد میں جب PDM آئی تو اس نے کیے۔ آج جو حکومت ہے، یہ حکومت بھی اس ordinance کو لا رہی ہے، شاید اس ordinance کی ضرورت ہوگی تو یہ اگر پچھلے دور میں نہ ہوتے اور آج ہو رہے ہوتے تو ہم گلہ شکوہ کرتے کہ بڑا غلط کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین! ہم نے کبھی بھی پچیس کروڑ عوام کے بارے میں نہیں سوچا۔ ہم ہمیشہ یہ بات کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی بھی اس کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا۔ ہم نے ہمیشہ دوسروں کو blame کیا ہے، ہم نے establishment کو blame کیا ہے، ہم نے judiciary کو blame کیا ہے جبکہ ہم نے اپنے ذمہ کبھی کوئی چیز نہیں لی۔ ہم بڑے اچھے ہیں، باقی سب برے ہیں۔ کیا establishment ہمارے پاس آتی ہے کہ آپ میرے پاس آجائیں۔ کیا dictatorship ہمارے پاس آتی ہے کہ آپ آجائیں یا پھر ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہیں، ہم اس کے در کی طرف بھاگتے ہیں، ہم اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، ہم اس سے خیرات مانگتے ہیں، ہم اسی سے بھیک مانگتے ہیں کہ خدا کے لیے! مجھے اقتدار دے دو، مجھے یہ چیز دے دو؟ کیا آپ کے اندر وہ صلاحیت نہیں ہے؟ اصل طاقت تو آپ ہو لیکن آپ نے خود اپنی طاقت اٹھا کر کسی اور کے حوالے کی ہے اور پھر اس طرح کے ایوانوں میں بیٹھ کر بندوقوں کا رخ اس طرف کر دیتے ہیں اور ان پر چڑھائی کر دیتے ہیں۔ پہلے ہم آکر ایک دوسرے کے ساتھ تو بیٹھیں کہ ہماری عزت کیا ہے، اس ایوان کی عزت کیا ہے، سیاسی لوگوں کی عزت کیا ہے، اس ملک کی عزت اور ان پچیس کروڑ عوام کی عزت کیا ہے۔ ہم نے تو کبھی بھی اس طرف نہیں دیکھا۔ ہم بندوق اٹھاتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ کس پر بندوق چلا دی۔ ایسا نہیں ہے جناب چیئر مین! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

میں یہاں پر ایک بات کروں گا، شاید کچھ دوست مجھ سے ناراض بھی ہو جائیں، ہم اپنے باپ کے ہاتھ نہیں چومتے لیکن ہم جن dictators کی بات کرتے ہیں انہی کے ہاتھ چومتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے تو پھر کیا یہاں پر کھڑے ہو کر ہم اس کے متعلق بات کرتے ہیں کہ وہ ایسا ہے۔ پہلے

آ کر ہم بیٹھیں، ہم فیصلہ کریں کہ اس ایوان کا جو مقدس ہے، جو طاقتور ہے، ہم کہتے ہیں کہ Upper House ہے، پہلے اس کی عزت تو کروائیں۔ پہلے ہم اس کو تو منوائیں۔ کیسے آپ کی بات نہیں مانی جائے گی؟ دنیا میں جتنی جمہوریتیں چل رہی ہیں، کیا وہ اسی طرح چل رہی ہیں؟ انہوں نے اپنے آپ کو منوایا ہوا ہے۔ وہ ایک پلیٹ فارم پر بیٹھے ہیں۔ جب بھی کوئی پارٹی اقتدار میں آجاتی ہے تو دوسری اٹھ کر کھڑی ہوتی ہے کہ میرے ساتھ rigging ہوئی ہیں، میرے ساتھ غلط ہوا ہے اور میرے ساتھ ناجائز ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر PDM کی حکومت بنی ہوئی تھی۔ تمام جماعتیں اس میں موجود تھیں۔ جو چیز آرہی تھی، جو بل آرہا تھا، بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ اس سے پہلے جو حکومت تھی، اس کے دور میں جو چیزیں ہورہی تھیں، عدالت بھی ٹھیک تھی، سب کچھ ٹھیک تھا، جب ہاتھ سے نکل گیا تو سب برے ہوگئے۔ یہی PDM تھی، یہاں پر بیٹھ کر ministries کو enjoy کررہے تھے۔ کچھ بھی برا نہیں تھا۔ آج پھر dictators بیچ میں آگئے ہیں، آج پھر establishment بیچ میں آگئی ہے۔ خدارا! ابھی ہمیں ان باتوں سے نکلنا چاہیے۔ ہمیں معیشت کو، ملک کو اور عوام کو دیکھنا چاہیے۔ آج عوام کا جو حال ہے، مہنگائی کہاں سے کہاں چلی گئی، گیس کہاں چلی گئی، بجلی کہاں چلی گئی۔ یہی PDM کی حکومت تھی تو لوگ کچھ نہیں بول رہے تھے۔ آج جب تھوڑا بہت اوپر ہوجاتا ہے تو کہتے ہیں بڑی مہنگائی ہوگئی، لوگ بھوکے مر رہے ہیں، لوگ پیاسے مر رہے ہیں۔ بھئی، یہ وہی عوام تھے آج سے ڈیڑھ دو سال پہلے، اس وقت تو آپ کو یہ عوام یاد نہیں تھے۔ اس وقت تو آپ ان کے بارے میں سوچ ہی نہیں رہے تھے۔ آج وہی عوام آپ کو یاد آگئے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے اسی عوام کے پاس جانا ہے۔ آپ کو ابھی دوبارہ اسی عوام اور اسی عدالت میں جانا ہوگا۔ آپ کو پتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی بیانیہ نہیں ہے۔ آپ کے پاس کیا بیانیہ ہے؟ جب وہ تھا تو سب ٹھیک تھا، PDM تھی تو سب ٹھیک تھا لیکن اب caretaker setup میں تمام چیزیں خرابی کی طرف جارہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں کہوں گا کہ خدارا! ہمیں چاہیے کہ عوام کے لیے سوچیں، غریب لوگوں کے لیے سوچیں، ان کی دوائیوں کے لیے سوچیں، ان کے اسکولوں کے لیے سوچیں، ان کے کھانے پینے کے لیے سوچیں۔ حالت یہ ہے کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آج کل بچے اسکولوں سے نکالے جارہے ہیں کیونکہ وہ afford نہیں کرسکتے لیکن ہم یہاں بیٹھ کر اپنے اقتدار کی بات

کر رہے ہیں، اپنی حکومت کی بات کر رہے ہیں کہ پھر میری باری آنے والی ہے، پھر stage سجے گا، پھر لوگوں کو ہم دھوکا دیں گے، پھر پچیس کروڑ عوام کو ہم پیچھے پھینکیں گے۔ جناب چیئرمین! بہت ہو گیا۔ ملک دن بدن دیوالیہ ہوتا جارہا ہے جبکہ چند خاندان جن کی تعداد سو کے قریب ہے، اوپر کی طرف جارہے ہیں۔ اللہ ان کو اور دے لیکن ان پچیس کروڑ عوام اور اس ملک پر ابھی ہمیں رحم کرنا چاہیے۔ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ اگر خیبر پختونخوا کو لے لیں، آپ سندھ لے لیں، آپ پنجاب لے لیں، آپ بلوچستان لے لیں، آپ جا کر اس کا interior دیکھ لیں، ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے سوائے اللہ کے، سوائے خدا کے۔ کہاں گئیں وہ پارٹیاں اور وہ لیڈرز، کہاں گئے جو یہاں پر دعوے کرتے تھے کہ ہم یہ کردیں گے اور وہ کردیں گے؟ خدارا! آپ ان کے لیے کچھ نہ کریں، اپنے لیے کریں لیکن اس ملک پر رحم کرو، ان پچیس کروڑ عوام پر رحم کرو۔ جناب! دل تو کرتا ہے اور بھی باتیں کرنے کو لیکن وقت کی کمی ہے، اس لیے آپ کا بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Friday, the 3rd November, 2023 at 11:00 am.

[The House was adjourned to meet again on Friday, the 3rd November, 2023 at 11:00 am.]